عید کیا ہے؟

مولانا محمد عمیر صدیقی

عید کیا ہے؟اس کا پس منظر، حقیقت اور مفہوم کیا ہیں؟ یہ ہمیں کیا یاد دلاتی ہے؟اس دن کا نام عید ہی کیوں رکھا گیا؟

یہ سب ایسے سوالات ہیں جو عام طور پر مسلمانوں کے ذہنوں میں ابھرتے ہیں،لیکن اس دن کی مصروفیات کی بنا پر کسی کو ان مسائل سے آ گاہی کا موقع نہیں ملتا اور سال میں ایک مرتبہ آنے کی وجہ سے اس کی طرف اتنی توجہ بھی نہیں دی جاتی۔ حالاں کہ یہ وہ تہوار ہے جو اسلام کے ابتدائی ایام سے آج تک اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

آج ہم ان سوالات کے چند سادہ سے جوابات قارئین کے لیے حوالہ قلم کرتے ہیں، تا کہ پڑھنے والا موقع کی مناسبت سے اسے پڑھ کر مستفید ہو سکے اور یہ موقع مطالعہ یادداشت کا ذریعہ بھی بن سکے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ عزوجل نے اسلام کو دین فطرت بنایا ہے، جس میں انسانیت کے تمام فطری تقاضوں کو ملحوظ (مدنظر) رکھا گیا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ ہر قوم کے کچھ خاص تہوار اور جشن کے دن ہوا کرتے ہیں، جس میں اس قوم کے لوگ اپنی اپنی حیثیت اور سطح کے مطابق اچھا لباس پہن کر، عمدہ کھانے تیار کر کے اور دوسرے مختلف طریقے اختیار کر کے اپنی مسرت اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ گویا انسانی فطرت کا تقاضا ہے، اس سے کوئی انسانی طبقہ مستغنی نہیں۔

لہٰذا خدائے مہربان نے اسلام کو بھی ایسے دو بڑے دنوں سے نوازا ہے۔ ایک عید فطر، دوسرا عید الاضحیٰ اور یہی مسلمانوں کے اصل مذہبی اور ملی تہوار ہیں۔ اس میں نہ صرف یہ کہ عام مسلمان اور امرا خوشیاں مناتے ہیں، بلکہ غربا بھی کہ اللہ نے ان کا حق بھی صدقہ فطر وغیرہ کی صورت میں امت پر واجب کر دیا ہے۔

اب تاریخ کے جھروکوں میں جھانک تانک سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا آغاز اس عظیم واقعے سے منسلک ہے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور ان دونوں معاشرتی تہواروں کا سلسلہ بھی اسی وقت سے شروع ہوا۔ پس منظر ان مبارک تہواروں کا وہ ہے جو ابوداؤد کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ ہجرت کے سالِ اول کا یہ واقعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ

وسلم مدینہ تشریف لائے تو اس وقت اہل مدینہ دو تہوار منایا کرتے تھے اور ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی حقیقت وحیثیت کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہم زمانۂ جاہلیت میں (اسلام سے قبل) یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے۔ (یہ وہی رواج ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لیے مقرر کر دیے ہیں، ایک یوم عید الاضحیٰ اور دوسرا یوم عید فطر۔ (سنن ابی داؤد، بحوالہ معارف الحدیث ج 3 ص 239)

اب خاص عید الفطر کے حوالہ سے کچھ ملاحظہ فرمائیے کہ رمضان المبارک کے ختم ہوتے ہی شوال کی پہلی تاریخ کو یہ عید کا دن منایا جاتا ہے کہ رمضان کے پورے مہینے میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت وشفقت بندوں کی طرف متوجہ رہتی ہے۔ اس مہینے کے خصوصی احکام اور انوار وبرکات ہر ایک ایک پر عیاں رہتے ہیں اور اسلامی ممالک میں سال کے باقی گیارہ مہینوں کے مقابلے میں اس مہینے کا خوب شان دار اہتمام وانتظام کیا جاتا ہے۔ اللہ نے اس مہینے میں قرآن نازل فرمایا، اس مہینے کے مکمل روزے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر فرض کیے گئے، اس کی راتوں میں تراویح کی بابرکت، باجماعت نماز کا اضافہ کیا گیا اور مساجد کو مزید منور وآباد بنایا اور اجر وثواب کے معاملے میں اللہ نے اپنی رحمت کے خصوصی بند کھول دیے اور ساتھ ہی سرکش شیاطین کو قید کر کے نیکیوں کی ترغیب کے ساتھ اس کا موقع بھی فراہم کیا۔

الغرض پورا مہینہ خواہشات کی قربانی اور مجاہدے کا اور ہر طرح کی طاعات وعبادات کی کثرت اور انعام وکرام کا مہینہ قرار دیا گیا، ظاہر ہے کہ اس مہینے کے خاتمے پر جو دن آئے ایمانی اور روحانی برکتوں کے لحاظ سے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ امت مسلمہ اس کو جشن ومسرت کے دن کے طور پر منائے، چناں چہ اسی دن کو عید الفطر قرار دیا گیا۔

یہ بھی ایک دل چسپ علمی بحث ہے کہ ان دونوں دنوں کا نام "عیدین" کیوں رکھا گیا تو ملاحظہ فرمائیں "عید" لفظ "عود" سے مشتق ہے (یعنی بنا ہوا ہے)، جس کے معانی ہیں "بار بار آنا" "لوٹ کر آنا"۔

چناں چہ اس دن کو عید اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ دن بار بار ہر سال لوٹ کر آتا ہے۔ بعض علما کا کہنا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنی رحمتِ خاصہ کے ساتھ رجوع فرماتا (لوٹتا) ہے، اس لیے اس کا نام "عید" پڑا۔ ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ یہ مفہوم خود اس دن میں موجود ہے کہ یہ دن ہر سال لوٹ کر آتے ہیں، اللہ جل شانہ کے انعامات اور خوشیوں کا پیغام سناتے ہیں اور ہر شخص کے حسب حیثیت، عزت وحرمت کا احساس ہر سال تازہ ہوتا ہے، اس سے اس کو عید کا نام دیا۔

اسی طرح رمضان میں جو مسلمانوں کو کھانے پینے سے روکا گیا تھا اب عید کے دن سے کھانے پینے کا پچھلا معمول ان پر لوٹتا ہے، اس لیے اس کو عید کہتے ہیں۔ بہر حال اس مبارک تقریب میں اتنے مختلف پہلوؤں سے ''عود'' کا مفہوم پڑا ہوا ہے۔

ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ عید کو عید اس کی آمد کی نیک فالی کے طور پر کہتے ہیں۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسلام کے ارکان پر نظر کی جائے تو پہلے بنیادی رکن کلمے (جس کا تعلق عقیدہ اور ایمان سے ہے) کے بعد چار عبادات کا ذکر ہے، ذرا غور کیجیے، ہر عبادت کے بعد اس کے مناسب اللہ نے کوئی عید شکرانہ کے طور پر رکھی ہے۔ جمعے کا دن اور اس کی نماز باقی تمام ہفتے کی نمازوں کی عید ہے۔ حج کی مشقت اور عظیم عبادت کے بعد عید الاضحیٰ ہے اور رمضان المبارک کے روزوں کے بعد عید الفطر رکھی گئی ہے۔ رہا زکوٰۃ کا سوال کہ اس کے بعد کوئی عید نہیں تو غور فرمائیے کہ اس کا کوئی خاص وقت یا مقام مقرر نہیں تو اس لیے اس کی تمام ادائیگی کے موقع پر اس کے مناسب کوئی اجتماعی شکرانہ نہ رکھا۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قوموں کے تہوار دراصل ان کے عقائد وتصورات اور ان کی تاریخ وروایات کے ترجمان اور ان کے قومی مزاج کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اسی تناظر میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ دنیا کی مختلف قومیں جو کتنی ہی جدت پسند اور ترقی یافتہ کیوں نہ ہوں وہ اپنے مذہبی تہواروں میں اپنی قدیم تاریخی روایت کو فراموش نہیں کرتیں اور اپنے اس عملی اور رسمی ورثے پر بڑے فخر سے عمل پیرا ہوتی ہیں، اسی طرح اسلام نے بھی اپنے پیروکاروں کے لیے دو تہوار مقرر فرمائے ہیں، جو اس کے توحیدی مزاج اور ضابطۂ حیات کے عین مطابق اور اس کی تاریخی روایات کے اور عقائد اور تصورات کے مکمل آئینہ دار ہیں۔

اے کاش! اگر مسلمان اپنے تہواروں کو صحیح طور پر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت وتعلیم کے مطابق منائیں تو اسلام کی روح اور اس کے پیغام کو سمجھنے کے لیے کافی ہو سکتے ہیں، اس لیے آئندہ چند سطور میں ہم اس دن سے متعلق چند مسائل وفضائل کا ذکر کریں گے، جو انسان کو عمل پر آمادہ کریں۔

عام طور سے عید کا چاند نظر آتے ہی فضا تبدیل ہو جاتی اور لوگ بازاروں کا رخ کرتے ہیں اور آئندہ دن کے تفریحی منصوبے ترتیب دیتے ہیں اور اپنی نیکیاں وثواب سب برباد کرتے ہیں، اس لیے ضرورت یہ پیش آئی کہ چند فضائل ومسائل کا ذکر خاص عید فطر کی رات اور اس کے دن سے متعلق کریں، تاکہ اس خزانے کو ضائع ہونے سے بچانے کا شعور پیدا ہو اور اس رات اور دن کی بھی عبادت کا اہتمام کیا جائے۔

حدیث...... چناں چہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے عیدین کی دونوں راتوں میں (عید فطر اور عید الاضحیٰ) خالص اجر وثواب کی امید پر عبادت کی، اس کا دل (قیامت کے) اس (ہولناک) دن میں نہیں مرے گا جس دن لوگوں کے دل (خوف ودہشت سے) مُردہ ہو جائیں گے۔ (ابن ماجہ)

یعنی قیامت کے ہولناک دن میں بھی اللہ تعالیٰ اس کو چین وسکون نصیب فرمائیں گے۔

بعض علما نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اس شخص کا دل دنیا کی محبت میں دیوانہ نہ ہوگا، جو حقیقت میں دلوں کے لیے موت ہے اور یہ شخص بری موت سے محفوظ ہے گا۔ (الترغیب والترہیب)

حدیث...... اسی طرح حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے فضائل رمضان میں 'الترغیب' کے حوالہ سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے، جس میں رمضان کے خاص الانوار برکات اور شب قدر کا حال بیان کیا گیا ہے اور پھر عید کی رات اور دن کا ذکر ان الفاظ میں موجود ہے۔

''پھر جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام آسمانوں پر 'لیلۃ الجائزہ'' (انعام کی رات) سے لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتےہیں، وہ زمین پر اُتر کر تمام گلیوں وراستوں کے سروں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو انسان کے سوا سب مخلوق سنتی ہے، پکارتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! اس کریم رب کی (بارگاہ) کی طرف چلو، جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے بڑے قصور معاف فرمانے والا ہے۔ پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں، کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود، ہمارے مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں، میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے اپنی مغفرت عطا کر دی اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے بندوں مجھ سے مانگو، میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم! جب تک کہ تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (یعنی ان کو چھپاتا رہوں گا)۔ میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (کافروں) کے سامنے ذلیل ورسوا نہ کروں گا۔ بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں راضی ہوگیا۔ پس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو عید کے دن ملتا ہے خوشیاں

مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ (اللھم اجلعنا منھم). (کذا فی الترغیب، وقال رواہ ابو الشیخ ابن حبان فی کتاب الثواب، والبیھقی واللفظ لہ)

اس لیے ہمیں اس رات اور دن کو لغویات اور حماقتوں میں، خدا کی نافرمانی اور بے حیائی و بے غیرتی میں گزار کر اس معمار کی طرح نہیں بننا چاہیے کہ جو سالہا سال کی محنت سے ایک بہت عمدہ اور بہترین عمارت قائم کرے اور جب اس کی اجرت و قیمت ملنے کا وقت آئے تو اپنے ہاتھوں سے اسے گرادے اور تباہ و برباد کردے اور نعرہ لگائے کہ مجھے اس اجرت سے کوئی غرض نہیں۔ بالکل اسی طرح جو مہینہ بھر کی محنت سے خزانہ حاصل کرے اور عید جیسے مبارک دن اور رات میں ضائع کردے تو یہ محض حماقت و جہالت ہوگی۔ (اعاذنا اللہ من ذالک)

عید کی نماز کا طریقہ: ہمارا خیال ہے کہ عید کی مناسبت سے چند مسائل ضروریہ کا ذکر بے فائدہ نہ ہوگا۔ سب سے پہلے یاددہانی کے طور پر عید کی نماز کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے۔

اولا نیت کرے اور اس میں مروجہ الفاظ کے ساتھ یہ بھی کہے کہ "دو رکعت نماز عید الفطر واجب مع چھے زائد تکبیروں کے" اب امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور ناف کے نیچے باندھ لے اور ثنا (سبحانك اللھم الخ) پڑھے اور پھر امام تین زائد تکبیریں کہے گا اور مقتدی بھی اس کے ساتھ ساتھ اللہ اکبر کہتا جائے گا اور ہر بار ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑتا جائے اور پھر تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ چھوڑے بلکہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لے، اب امام قراءت شروع کرے گا اور مقتدی خاموشی سے سنے گا اور رکعت عام طریقے پر پوری کرنے کے بعد اب دوسری رکعت میں پہلے سورۂ فاتحہ، اس کے بعد کوئی سورت پڑھی جائے گی، پھر سورت کے بعد امام کے ساتھ ساتھ مقتدی تین زائد تکبیریں کہیں گے اور تینوں تکبیروں میں اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں گے اور چھوڑ دیں گے اور چوتھی تکبیر (جو کہ رکوع کی ہوگی) میں ہاتھ نہ اٹھائے اور تکبیر کہہ کر فوراً رکوع میں چلا جائے اور باقی نماز حسب دستور پوری کی جائے۔

مسئلہ: عیدین میں پہلی رکعت میں زائد تکبیرات قراءت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قراءت کے بعد کہے، اس طرح دونوں قراءتوں کے درمیان تکبیرات حائل نہ ہوں گی۔

مسئلہ: جمعہ اور عیدین کی پہلی رکعت میں ﴿سبح اسم ربك الاعلی﴾ اور دوسری میں ﴿ھل اتك حدیث الغاشیة﴾ پڑھنا سنت ہے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "ق والقرآن المجید" اور ﴿اقتربت الساعة وانشق القمر﴾ بھی پڑھی ہیں۔ دونوں طرح سنت سے ثابت ہے۔ (صحیح مسلم بحوالہ معارف الحدیث ج3 ص243)

مسئلہ: دونوں عیدین کی شب میں زیادہ عبادت کرنا مستحب اور دونوں عیدوں کے دن میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ: عید کی نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے کے بعد اشراق کے وقت کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور زوال تک باقی رہتا ہے، مگر عید الفطر کی نماز کو دیر کر کے پڑھنا تاکہ صدقہ فطر وغیرہ ادا کیا جاسکے اور عید الاضحیٰ کی نماز کو جلدی پڑھنا، تاکہ قربانی جلدی ہو سکے، مستحب ہے۔

مسئلہ: عید کے دن طلوع فجر کے بعد سے نماز عید سے پہلے تک کوئی نفل پڑھنا، گھر میں یا عید گاہ میں دونوں جگہ، مکروہ ہے یا نماز عید کے بعد صرف عید گاہ میں مکروہ ہے، گھر آ کر نہیں۔

مسئلہ: عید کی نماز مسجد کی بجائے عید گاہ میں ادا کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: عید کے دن عیدی وغیرہ دینے کی رسم سنت سے ثابت نہیں، اس لیے اگر سنت یا دین کا کوئی حکم سمجھ کر اسے کیا تو یہ بدعت ہوگی اور سنت اور دین سمجھ کر نہ کیا تو یہ بدعت نہ ہوگی۔

عید کے دن تیرہ (13) چیزیں سنت ہیں:

❶ شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (شریعت کی حدود میں رہ کر اچھا اور عمدہ لباس زیب تن کرنا)۔
❷ غسل کرنا، ❸ مسواک کرنا، ❹ حسب طاقت عمدہ کپڑے پہننا، ❺ خوش بو لگانا، ❻ صبح کو بہت جلد اٹھنا، ❼ عید گاہ بہت جلد جانا، ❽ عید الفطر میں صبح صادق کے بعد عید گاہ میں جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا اور عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد اپنی قربانی کے گوشت سے کچھ کھانا مستحب ہے، ❾ عید فطر میں عید گاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا، ❿ عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا 11۔ ایک راستے سے عید گاہ جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا، 12۔ عید گاہ جاتے ہوئے راستے میں ''اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ، واللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، وللّٰہ الحمد'' پڑھنا۔ مگر عید فطر میں آہستہ آواز سے اور عید الاضحیٰ میں بلند آواز سے کہنا۔ 13 سواری کے بغیر پیدل عید گاہ جانا۔